نصرت الٰہی، احمدیوں کا صبر اور ربوہ سے محبت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ ستمبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۶﴾ (الانعام: ۵۳-۵۶)

پھر فرمایا:

کچھ عرصہ ہوا پاکستان سے یہ اطلاع ملی کہ سندھ کے ایک فقیر ہیں جو دنیا سے قطع تعلق کر کے اللہ کی یاد میں بیشتر وقت صرف کرتے ہیں اور بہت معمر ہیں انہوں نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں صدر پاکستان اور دیگر ارباب حل وعقد کو مخاطب کر کے بڑے کھلے کھلے انذار کے ساتھ

اس فیصلے کی پاداش سے متنبہ کیا ہے جو انہوں نے جماعت کے خلاف کچھ عرصہ پہلے کیا تھا اور اپنے خرچ پر اس کی بہت سی کاپیاں طبع کروا کر انہوں نے تمام پاکستان میں بھی تقسیم کروائی ہیں۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو کنری کی جماعت کے امیر صاحب کو میں نے لکھا کہ یہ سنی سنائی باتیں ہیں آپ باقاعدہ پتہ کریں کہ وہ دوست کہاں رہتے ہیں اور وفد بھجوائیں اور جوان سے مل کر معلوم کرے کہ آیا یہ واقعہ درست ہے آپ ہی نے لکھا ہے یہ اشتہار اور اگر لکھا ہے تو کیوں؟ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے ایسے کسی دوست کا جماعت سے تو پہلے کوئی تعارف نہیں تھا۔ بہر حال وہ وفد گیا اور ان کی ایک بڑی دلچسپ لمبی رپورٹ موصول ہوئی ہے اس رپورٹ کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

دو احمدی احباب کا وفد گیا انہوں نے تلاش کے بعد جب ان کے گاؤں پہنچ کر دستک دی تو کہتے ہیں کہ فقیر صاحب ہمیں ایک کمرہ میں لے گئے یعنی یہ امیر وفد لکھ رہے ہیں، میری آمد کی وجہ دریافت کی میں نے انکا اشتہار ان کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ ہی کی طرف سے ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں یہ میں نے ہی لکھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے محرک کون سے اسباب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جس دن صدر ضیاء الحق نے جماعت احمدیہ کے خلاف نیا آرڈیننس جاری کیا مجھے سن کر دکھ اور رنج ہوا کہ یہی ایک جماعت اسلام کی خدمت میں کوشاں ہے۔ یہ تو بڑا ظلم ہے، مجھے سخت تکلیف تھی چین نہیں آتا تھا، میں کراچی چلا گیا اور دعا کرتا رہا کہ اے خدا! یہ جماعت تیرے دین کی خادم ہے ان کے خلاف ایسا حکم جاری کرنے والا تو میرے نزدیک بڑا ظالم ہے۔ مجھے آواز آئی قرآن کھولو! میں نے کہا کہ قرآن تو میں ہر روز پڑھتا ہوں، پھر آواز آئی قرآن کھولو تمہارے دکھ کا تدارک ہو جائے گا۔ اسی طرح تیسری دفعہ بھی یہی آواز آئی یہ ۱۳ رمئی ۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے۔ تیسری آواز پر میں اٹھا وضو کیا، قرآن مجید کو بطور فال کھولا تو میرے سامنے سورۃ انعام کی آیت ۵۳ کھلی اور اس آیت پر میری نظر پڑی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

> ”تو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح و شام اس کی توجہ چاہتے ہوئے پکارتے ہیں مت دھتکار۔ ان کے حساب کا کوئی حصہ بھی تیرے ذمہ نہیں اور تیرے حساب کا کوئی حصّہ ان کے ذمے نہیں پس اگر تو انہیں دھتکارے گا تو ظالم ہو جائے گا۔“

پس اس پر میں نے سمجھ لیا کہ خدا کے نزدیک یہ لوگ ظالم ہیں اور اس کی سزا سے نہیں بچ سکتے تو میں نے چاہا کہ اس الٰہی ارشاد کو پاکستان کے صدر اور گورنر صاحبان اور افواج کے افسران اور شرعی عدالت کے ممبران تک پہنچا دوں یہ میرا فریضہ ہے۔ یہ اشتہار بکثرت طبع کرا کر صدر پاکستان ضیاء الحق اور چاروں صوبوں کے گورنر صاحبان، تینوں فوجوں کے سربراہان، مجلس شوریٰ کے ممبران اور شرعی عدالت کے جج صاحبان کو رجسٹریاں کی گئیں اور باقی اسی طرح تقسیم کروا دیئے گئے۔

یہ لکھتے ہیں کہ ان بزرگ کی عمر نوے ۹۰ سال ہے مگر صحت اچھی ہے۔ ایک بات انہوں نے اور بھی بہت دلچسپ بتائی اور وہ یہ تھی کہ میں آجکل قرآن شریف کی تفسیر لکھ رہا ہوں جس میں سورتوں کے نام میں نے مضامین کے لحاظ سے خود رکھے ہیں یعنی تفسیری نام، مثلاً اِسْمُهٗ اَحْمَد کی تفسیر لکھ رہا ہوں اور سورۃ کا نام سورۂ احمدیہ رکھا ہے۔ آج میں نے یہی تفسیر شروع کی ہوئی تھی کہ آپ کے آنے کا پیغام ملا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں نے چونکہ سورۂ احمدیہ کی تفسیر شروع کی ہے شاید ملاقات کرنے والے بھی احمدی ہی ہوں چنانچہ میرا یہ خیال درست نکلا۔

تو اللہ تعالیٰ کے مختلف بندے خدا سے تعلق رکھنے والے ایسے بھی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ ''یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ'' (تذکرہ صفحہ ۳۹) ہم اپنے بندوں پر الہام کریں گے اور وہ تیری مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی بزرگ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا وہ کہتے ہیں تو میرے مرید بکثرت آئے اور مجھے انہوں نے کہا یہ تم نے کیا غضب کر دیا؟ حکومت سے ٹکر لینی ٹھیک نہیں تو میں نے جواب دیا کہ مجھے میرے اللہ کا حکم ہے اس لئے میں تو بہر حال اس پر عمل کرونگا جو میرے خدا کا حکم ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ میں کس سے ٹکر لے رہا ہوں اور کوئی میرا کیا بگاڑتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ آسمان سے الہام فرما کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مدد فرما رہا ہے اور یہ صرف ایک واقعہ نہیں بکثرت ایسی اطلاعیں ملنی شروع ہوئی ہیں پاکستان سے کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے دلوں میں تبدیلی پیدا کر رہے ہیں اور ظالم کے خلاف نفرت دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے اور مظلوم کے لئے ہمدردیاں نمایاں ہوتی جاتی ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ جن کو واضح طور پر الہام یا رؤیا کے ذریعہ خبر نہیں بھی دی گئی ان کے دلوں کو بھی خدا کے فرشتے تقویت دے کر جماعت

کی مدد پر ابھارنے لگے ہیں اور ایسے واقعات عام ہونے لگے ہیں کہ افسران اپنے بالا افسران کی ناراضگی سے بالکل بے پرواہ ہو کر احمدیوں کے حق میں آواز اٹھانے لگے ہیں۔

چنانچہ یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں ان میں سے پہلی آیت وہی ہے جو اس فقیر منش بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائی گئی کہ یہ آیت پڑھو اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے اس کے بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اسی طرح ہم بعض کو بعض دوسروں کے ذریعہ آزمائش میں ڈال دیتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ بظاہر تو کچھ کمزور، کچھ غریب، کچھ بے کس لوگ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں لیکن قرآن کریم نے جس رنگ میں اس آزمائش کا ذکر کیا ہے وہاں ان کو چھوڑ کر ان لوگوں کو آزمائش میں مبتلا قرار دیا ہے جو دوسرے بندوں کو آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ یہ ایک عجیب انداز ہے کلام الٰہی کا جو حیرت انگیز ہے یعنی یہاں وہ مظلوم جن کو آزمائش میں ڈالا گیا ہے ان کا ذکر چھوڑ کر یہ فرما رہا ہے کہ آزمائش میں وہ ڈالے گئے ہیں جو تم پر ظلم کر رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا دیکھو! کیسی آزمائش میں مبتلا ہو گئے کہ خدا کے غریب فقیر بندوں کو جن کو خدا کی خاطر دکھ دیا جاتا ہے ان کے متعلق باتیں بناتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ان لوگوں کے اوپر اللہ نے احسان کیا ہے؟ ہم میں سے خدا کو بس یہی نظر آئے چننے کے لئے اور اپنا بنانے کے لئے؟ خدا فرماتا ہے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ کیا اللہ کو علم نہیں ہے کہ اس کے کون سے بندے شکر گزار ہیں اور کون سے بندے پیار کے لائق ہیں؟ ان جاہلوں کو علم ہے کہ کن بندوں سے خدا کو پیار کرنا چاہئے اور کن سے نہیں کرنا چاہئے! پھر فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اے محمد ﷺ! جب خدا کے یہ غریب بندے جو دھتکارے جا رہے ہیں تمام دنیا کی طرف سے جب تیرے پاس آئیں تو ان کو ہماری طرف سے سلام پہنچا کہہ دے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ تم پر سلامتی ہو۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ تمہارے رب نے اپنے اوپر تمہارے لئے رحمت فرض کر لی ہے۔ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا تم میں سے جو کوئی بھی غلطی سے غفلت کی وجہ سے برائی میں مبتلا ہو چکا ہو جہالت کے نتیجہ میں ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر اس کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو وَاَصْلَحَ اور اصلاح پذیر ہو گیا ہو فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ تو اللہ بہت ہی بخشنے والا اور بہت ہی

رحم کرنے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۶﴾

ہم اسی طرح اپنی آیات کو کھولتے رہے ہیں، کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے رہے ہیں۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ تا کہ مجرموں کی راہ کھل کر الگ ہو جائے۔ یہ جو آخری آیت ہے اس میں ایک بہت ہی گہری حکمت کی بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ حق کو باطل سے الگ کرنے کے لئے بعض دفعہ ایسے دور آتے ہیں کہ حق ممتاز ہو کر نتھرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور بعض دفعہ ایسے دور آتے ہیں کہ ظلم اور ستم اور جاہلیت نتھر کر خود الگ ہونا شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ نظریں فرق محسوس کرنے لگ جاتی ہیں۔ یہ دو قسم کے واقعات سچی قوموں کی زندگی میں آتے ہیں۔ بعض آنکھیں سچ کو پہچاننے کی طاقت رکھتی ہیں، وہ جب پاک پیشانیوں پر نظریں ڈالتی ہیں تو جان لیتی ہیں کہ یہ صداقت ہے، اس میں صفائی ہے اسکے سوا کچھ بھی نہیں۔

چنانچہ ایسے دور بھی انبیاء کی تاریخ میں آتے ہیں جب کہ صرف نظروں نے دیکھا سچائی کو اور قبول کر لیا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ اسی کی ایک مثال ہے آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضور ﷺ نے دلائل دینے کی کوشش کی تا کہ ان کو ٹھوکر نہ لگے اور بات سمجھ جائیں تو بار بار یہی پوچھتے رہے کہ یا رسول اللہ! میں دلائل نہیں پوچھ رہا، بلکہ اے محمد! میں دلائل نہیں پوچھ رہا اس وقت تک تو ابھی رسول تسلیم نہیں کیا تھا۔ میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ آپؐ نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں؟ آخر دو تین کوششوں کے بعد آنحضور ﷺ نے دلائل دینے کا ارادہ ترک فرما دیا اور کہا ہاں ابوبکر! میں نے دعویٰ کیا ہے اور خدا نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر بے اختیار بول اُٹھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

اگر آپؐ نے دعویٰ کیا ہے تو میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ اے محمدؐ! خدا کے رسول ہیں اور پھر خود وضاحت کی کہ یا رسول اللہ! میں تو اس لئے دلیل نہیں سننا چاہتا تھا کہ میں نے آپؐ کا چہرہ دیکھا ہوا ہے اور اس چہرے کا حسن، اس کی صداقت ایسی ظاہر و باہر ہے کہ

میں اپنے ایمان کو دلائل کے ذریعہ گدلا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ دلائل کی میل میرے ایمان میں داخل ہو جائے، مجھے تو صداقت صاف نظر آرہی تھی۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد اول نصف آخر صفحہ:۲۱۶)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی کے واقعات بھی ہیں۔ بعض صحابہ سے میں نے خود سنا ہے کہ ہم نے تو کوئی دلیل نہیں سنی نہ کسی دلیل کی ضرورت سمجھی۔ قادیان گئے تھے بعض لوگوں نے ہمیں بتایا کہ اس طرح دعویدار پیدا ہوا ہے اور پہلی نظر جو اس چہرے پر پڑی ہے اسی نظر نے گواہی دے دی کہ یہ سچے کا منہ ہے جھوٹے کا منہ نہیں۔

تو بعض دفعہ صداقت نتھر کر الگ ہوتی ہے اور کچھ آنکھیں ان کو پہچانتی ہیں جو سچا منہ رکھتے ہیں۔ لیکن دنیا کی اکثر آنکھیں میلی ہو چکی ہوتی ہیں اس لئے وہ سچائی کو پہچاننے کی اتنی اہلیت تو نہیں رکھتیں لیکن جھوٹ جب نتھر کے سامنے آتا ہے تو اس کو پہچاننے لگ جاتی ہیں۔ ایک منفی رنگ میں ان پر صداقت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ اکثر گندگی کی عادی ہو چکی ہوتی ہیں نظریں، گند میں پلتی ہیں، گند کو دیکھتی ہیں تو بعض دفعہ خدا اس عادت کو توڑنے کے لئے گند کو چمکاتا ہے اور ابھارتا ہے تاکہ اچانک ان کے دل میں یہ شعور پیدا ہو کہ یہ تو محض گند ہے، جھوٹ ہے، اس میں صداقت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ وَلِتَسۡتَبِيۡنَ سَبِيۡلُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم آیات کو اس طرح کھولتے ہیں کہ کبھی سچوں کی راہ الگ کر کے دکھاتے ہیں تو کبھی جھوٹوں کی راہ الگ کر کے دکھاتے ہیں اور خوب کھول دیتے ہیں کہ یہ لوگ محض گندے ہیں ان میں کوئی سچائی کی علامت نہیں پائی جاتی۔ ایسے ہی واقعات آج پاکستان میں بکثرت ہو رہے ہیں اور وہ منزل آرہی ہے قوم کے لئے جہاں گندے لوگ اپنے گند میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ اب عام قوم جو پہلے غفلت کی نظر سے ان کے گند کو دیکھ رہی تھی اب باشعور طور پر دیکھ رہی ہے اور پہچاننے لگی ہے۔ چنانچہ بکثرت واقعات میں سے ایک واقعہ میں یہ بیان کرتا ہوں اور اس ظلم کے نتیجہ میں جو جماعت کا وہاں حال ہے اس کی چند ایک مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ربوہ میں چند دن پہلے مختلف مولوی اور ان کے چیلے چانٹے اکٹھے ہوئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف اس قدر فحش کلامی کی کہ جیسے کبھی

عورت کی زبان بے لگام ہو جائے اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر اور ناموس محمد مصطفی ﷺ کے نام پر کیا جا رہا تھا پھر یہ جلوس بازار سے گالیاں دیتا اور نہایت گندے بھنگڑے ڈالتا ہوا گزرا۔ اس وقت ہمارا کلیجہ شق ہوا جاتا تھا لیکن ہم نے آپ کے جانے سے پہلے آپ کے ہاتھ پر صبر کی بیعت کی تھی اور اس بیعت کو ہم بھولے نہیں تھے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ اقرار کیا تھا کہ ہم آپکی اطاعت سے باہر نہیں نکلیں گے لیکن جو اس وقت اہل ربوہ کی حالت تھی وہ ناقابل بیان ہے۔ اچانک اس وقت میری نظر ایک غریب بوڑھے کھوکھے والے پر پڑی جو اس نظارے کو دیکھ دیکھ کر رو رو کر نڈھال ہوا جاتا تھا اور اس کے بدن پر شدت گریہ سے رعشہ طاری تھا، یہ دیکھ کر دل قابو میں نہ رہا اور میں دوڑتا ہوا گھر چلا گیا تا کہ تنہائی میں اپنے مولیٰ کے حضور اپنے دل کا غبار نکال سکوں۔

یہ وہ کیفیت ہے وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ اتنا گند اور بغض کھل کر باہر آ گیا ہے کہ ناممکن ہے کہ کوئی نفس جس میں شرافت کی رمق باقی ہو وہ اس گند کو پہچان نہ سکے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہو کر اس قسم کی غلاظت، اس قسم کی بے حیائی تو کوئی عام مسلمان بھی تصور میں نہیں لا سکتا اور یہ صرف ربوہ کا حال نہیں سارے پاکستان میں ایک عجیب حالت میں سے جماعت گزر رہی ہے۔

ایک دوست جو پہلے شاعر نہیں تھے ان کو اس غم کی حالت نے شاعر بنا دیا ہے لیکن یہ ایک ہی نہیں ایسے بکثرت خطوط آتے ہیں جن میں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی بھی کوئی نظم نہیں کہی تھی وہ درد کی شدت اور عشق کے معراج کے باعث شاعر بن بیٹھے ہیں، بن گئے ہیں کہنا چاہیے۔ بعضوں کو وزن بھی نہیں آتا لیکن ان کے کلام میں صداقت نے سچائی نے اتنا گہرا اثر کر دیا ہے کہ شعریت اور نغمگی گویا ان کے اندر اللہ نے ودیعت کر دی ہے۔ ایک صاحب نے ایک سرائیکی کی نظم بھیجی ہے اور اس نظم کا بھی ایک عجیب حال ہے۔ بہت ہی گہرا اثر رکھنے والی نظم ہے لیکن سرائیکی مجھے پوری طرح نہیں آتی اس لئے انہوں نے ترجمہ بھی ساتھ کیا ہے۔ میں اپنے ترجمے کے چند کلمات سناتا ہوں۔ کہتے ہیں:

”آج تک اتنی اداسی اور غمگینی نہیں ہوئی۔ دل سے ٹھنڈی آہیں نکلتی ہیں اور زار و قطار رونا آتا ہے۔ دکھوں بھرا دل اور گھٹی گھٹی روح تڑپ رہی ہے۔ آپ نے تو اوروں کے وطن قیام کو طول دے دیا۔ چپ چاپ ربوہ جیسے رات کا سناٹا طاری ہو، ہونٹ سختی سے سلے ہوئے ہیں مگر دل میں ایک

آگ بھڑک رہی ہے۔ وہ مقام جہاں پانچ بار اللہ اکبر اللہ اکبر کی ندا بلند ہوتی تھی وہاں اب بغیر آذان کے باجماعت نماز کے لئے لوگ جوق در جوق جاتے اور مسجدوں کو بھر دیتے ہیں۔ خدا کے حضور یہ عاجز بندے گڑ گڑاتے اور فریادیں کرتے ہیں۔ حیران حیران چہرے ہیں، بھولی بھولی آنکھیں مگر آتش غم سے ان کی روتی ہوئی آنکھیں انار کی طرح سرخ ہو چکی ہیں۔‘‘

ایک ربوہ کے ہمارے ڈاکٹر وہ ایک مریض کا حال لکھتے ہیں یہ بھی بڑا عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ایک عجیب عشق و محبت کے دور سے گزار رہا ہے جو صدیوں کے مجاہدوں سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا تھا، کیفیتیں ہی پلٹ گئی ہیں، ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے اور اس کے مقابل پر سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ کھل کر الگ ہوتی چلی جارہی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ایک ایسا عجیب میری زندگی کا واقعہ گزرا ہے جو میں لکھنے پر مجبور ہوں۔ ایک بوڑھا غریب مریض جان کنی کی حالت میں تھا ہسپتال لایا گیا اور فوراً اس کو آکسیجن لگائی گئی یہ پتہ نہیں تھا کہ بچ سکے گا کہ نہیں مگر اللہ نے فضل کیا اور کچھ دیر کے بعد اسے ہوش آیا۔ ہوش آنے پر اس نے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا حضور خیریت سے ہیں اور کب آئیں گے؟ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس فقرہ نے جو میرے دل کا جو حال کیا سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ وہ شخص جو اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا ہوش آنے کے بعد اس کا پہلا سوال یہ تھا اور پہلا فکر یہ تھا۔

ایک خاتون لکھتی ہیں کہ خدا گواہ ہے کہ انتیس اپریل کو میرے پیارے ابّا جان کی وفات ہوئی مجھے اس کا غم نہیں تھا بس غم تھا تو اپنے پیارے امام کا۔ لوگ مجھے میرے والد کے بارے میں بتاتے تھے پنجاب سے آکر کہ وہ بڑے پرنور اور پروقار تھے اور مرنے کے بعد وہ نہایت ہی نورانی چہرہ تھا مگر بے چین ہو کر یہ پوچھتی تھی کہ ربوہ کا حال بتاؤ، حضور کا حال بتاؤ، دل غم کی شدت سے معلوم ہوتا تھا پھٹ جائے گا۔ حضور یہ ناچیز نہایت ہی عاجزی سے درخواست کرتی ہے کہ خدا گواہ ہے کہ میرے پاس اس وقت نہ کوئی زیور نہ کوئی پیسہ ہے مگر ایک مشین ہے جس کی قیمت پانچ ہزار ہے وہ میں چندہ میں دیتی ہوں خدارا قبول کریں اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ یہ ابتلا میں ڈالے گئے ہیں۔ یہ عظیم الشان کلام الٰہی ہے بلکہ یہ فرما رہا ہے کہ جو ان پر ظلم کرنے والے ہیں وہ ابتلا میں ڈالے گئے ہیں اور

جہاں تک ان کی حالت ہے اس کے متعلق عجیب شان ہے۔کلام الٰہی کی ان حالات میں خوشخبریاں دے رہا ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زبان سے ان پر سلام بھیج رہا ہے۔ فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اے خدا کے در کے فقیرو! تم پر سلامتیاں ہوں۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اللہ نے فرض کرلیا ہے کہ وہ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔

یہ عجیب لوگ ہیں ان کو پہلے تو یہ فکر ہوا کرتا تھا اور میں نے آپ کو ایک دفعہ سنایا بھی تھا ایک دلچسپ واقعہ کہ مجھے یہ لکھتے تھے کہ ہمیں فکر ہے کہ انگلستان کے لوگ آپکا پورا خیال رکھتے بھی ہیں کہ نہیں اور جس طرح خلافت کی ذمہ داریاں ہیں وہ ادا کر رہے ہیں کہ نہیں۔ جب میں نے خطبہ میں بتایا اور ویسے بھی دوستوں نے واپس جا کر وہاں باتیں پہنچائیں کہ انگلستان کی جماعت تو اپنی ذمہ داریاں فرائض سے بہت بڑھ کر پورا کر رہی ہے اور کسی قسم کی کوئی کمی کوئی وہم میں بھی نہیں آنی چاہئے کسی کی کہ اس جماعت کی طرف سے سرزد ہو اور اللہ تعالیٰ نے جتنی توفیق دی ہے جہاں تک میرا علم ہے اس توفیق سے بھی بڑھ کر جماعت حتی المقدور تمام دینی فرائض کو سرانجام دے رہی ہے۔تو ان اطلاعوں کے بعد اب ان کا فکر اور ہو گیا ہے یعنی عشق کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ

وہ آئیں مرگِ شادی ہے نہ آئیں مرگِ ناکامی
ہمارے واسطے راہ عدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

ایک ہمارے بہت ہی دلچسپ اور پیار کرنے والے دوست ہیں ان کا خط آیا ہے کہ مجھے تو یہ فکر ہے ہی نہیں نہ ہوئی تھی کبھی کہ انگلستان کے لوگ خیال نہیں رکھیں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کریں گے مجھے تو ایک فکر کھا رہا ہے اور پنجابی میں انہوں نے اس فکر کا اظہار کیا کہ کہیں آپ کو ''مَل ہی نہ لیں'' مَلنے'' کا لفظ جو اہل پنجاب ہیں جن کا بچپن پنجاب میں گزرا ہو وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جب ہم سٹاپو وغیرہ اس قسم کی چیزیں کھیلا کرتے تھے تو کبھی گیٹیاں ملا کرتے تھے کبھی خانے ملا کرتے تھے اور کبھی کبڈی میں کھلاڑی مل لیا کرتے تھے تو جو ایک دفعہ مَلا جائے وہ اسی کا ہو جاتا ہے۔تو انہوں نے چونکہ بچپن میں ان کا بھی یہی معاشرہ تھا وہ اسی قسم کی کھیلوں میں کھیلتے رہے اور مَلنے کا لفظ ان کے دل و دماغ کو مل چکا ہے اس لئے یہ بہت ہی پیارا اظہار انہوں نے کیا کہ مجھے تو فکر یہ ہے کہ آپ کو کہیں انگلستان کی جماعت مَل ہی نہ لے۔تو میں ان کو بھی بتاتا ہوں کہ **تمام اہل پاکستان کو بھی**

بتاتا ہوں اور خاص طور پر ربوہ کے درویشوں کو کہ ''میں تو ' مَلا' جا چکا ہوں۔ میری زندگی میرا اٹھنا بیٹھنا میرا جینا اور میرا مرنا آپ کے ساتھ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ میں خدا کی راہ کے درویشوں کی محبت کو کبھی بھلا سکوں کوئی دنیا کی طاقت اس محبت کو میرے دل سے نوچ کر باہر نہیں پھینک سکتی۔ کوئی دنیا کی کشش، کوئی دنیا کی نعمت میری نگاہوں کو آپ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف منتقل نہیں کر سکتی۔ لاکھوں خدا کے پیارے ہیں جو مجھے بھی بہت پیارے ہیں، لاکھوں پیارے ہیں جو آپ کی طرح اپنے امام سے اور مجھ سے محبت کرتے ہیں صرف اس لئے کہ خدا کی طرف سے میں اس مقام پر فائز کیا گیا ہوں لیکن وہ سب محبتیں اپنی جگہ مگر اے ربوہ کے پاک درویشو! اے خدا کے در کے فقیرو! جو خدا کی خاطر دکھ دیئے جا رہے ہو تمہاری محبت کا ایک الگ مقام ہے، اس کی ایک عجب شان ہے، اس کا کوئی دنیا میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک شعر میرے ذہن میں آیا ہے اس سے شاید میرا مافی الضمیر ادا ہو جائے۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے کہ

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
تم سے جہاں میں لاکھ سہی تم مگر کہاں

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

ایک خوشخبری جو میں نے پہلے بھی دی تھی اب پھر آپ کو بھی دیتا ہوں اور باقی جماعت کو بھی کہ جو یوروپین مشن بنانے کی تجویز تھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلستان میں ایک بہت ہی موزوں جگہ میسر آ گئی ہے۔ پچیس ایکڑ کا رقبہ ہے سرے Surrey میں اور مسجد لندن سے قریباً چالیس منٹ یا 35 منٹ کا فاصلہ ہے بہت اچھی اور جگہ کشادہ۔ آپ کی ساری ضروریات انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پوری ہو جایا کریں گی بلکہ یوروپین جلسے بھی جب آپ کریں گے تو انشاء اللہ وہ بھی خدا کے فضل سے وہاں بآسانی سما سکیں گے لیکن سر دست وہ جگہ آپ کی ضرورت سے زائد معلوم ہوتی ہے کیونکہ کھلی ہے اور لی اس نیت سے ہے کھلی جگہ کہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ہمیشہ جب ہم مسجدیں بڑھاتے ہیں یا دفاتر بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو چھوٹا کر دیتا ہے اس لئے اس نیت اور دعا کے ساتھ یہ جگہ لی ہے تا کہ آپ تبلیغ کریں اور بکثرت پھیلیں اور دیکھتے دیکھتے یہ جگہ چھوٹی ہو جائے۔ تو یہ دعائیں کریں خاص طور پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ اس وقت جو جگہ وسیع نظر آ رہی ہے وہ بہت جلد ہمیں

چھوٹی دکھائی دینے لگے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور بھی زیادہ وسیع جگہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کے علاوہ ایک جنازے کا اعلان ہے۔ ہمارے ایک بہت ہی مخلص دوست ہیں فرخ صاحب (منیر احمد فرخ صاحب آف اسلام آباد) چوہدری عبدالاحد صاحب ان کے والد کا نام تھا فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ والے، فرخ صاحب تھے ان کی والدہ وفات پاگئی ہیں اور فرخ صاحب وہ ہیں جنہوں نے بہت محنت کی تھی ہمارے ٹرانسلیشن سسٹم کے لئے ،جلسہ سالانہ کے اوپر جو Equipment تیار کئے ہیں وہ انکی کارکردگی کا نتیجہ ہے اوران کے ساتھیوں کی کارکردگی کا۔ایک گروپ تھا جنہوں نے بڑی محنت سے وہ کام پورا کیا تھا۔ یہاں تک کہ جس خرچ کا اندازہ کمپنیوں کی طرف سے کم از کم چالیس لاکھ اور بعض کے خیال میں ساٹھ ستر لاکھ روپے تک پہنچ جاتا تھا وہ انہوں نے ایک لاکھ کچھ ہزار روپے کے اندر پورا کر دیا۔ تو ان کی والدہ کی وفات ہوئی ہے اور ان کا مجھے فون ملا ہے کہ والدہ کی بڑی شدید خواہش تھی کہ آپ جنازہ پڑھائیں اس لئے ان کی والدہ کا جنازہ جمعہ کے بعد پڑھا جائے گا۔